

ہفت تماشائی مرزا قلیل

جناب محمد عمر صاحب، اُستاد جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی

[محمد حسن قلیل انیسویں صدی کے شعرائے فارسی میں ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ اگرچہ انھوں نے اردو میں کوئی مستقل دیوان مرتب نہیں کیا اور ان کے صرف دو اشعار ابھی تک دریافت ہوئے ہیں۔ ایک شعر مرقع شعراء (مرتبہ رام بابو سکسینہ) اور دوسرا تذکرۂ عیار الشعراء (قلی نسخہ سخن ترقی اردو ہند علی گڑھ) میں ملتا ہے۔ لیکن اردو شاعری پر بھی قلیل کا بڑا احسان ہے۔ انھوں نے مصحفی، زنگین، جرات، انشآء وغیرہ کا زمانہ پایا تھا۔ اور ہندوستان میں دور دراز تک سیر و سیاحت کی تھی۔ وضع و شریف کی صحبتوں میں بیٹھے تھے اور بقول مصحفی انھیں ہزار ہا اشعار نوک زبان تھے، مصحفی کو تذکرہ عقد ثریا لکھنے کے لئے انھوں نے ہی آمادہ کیا تھا۔ اسی طرح انشآء کو انھوں نے دریائے لطافت لکھنے کے لئے نہ صرف ترغیب دی بلکہ اس کا تقریباً نصف حصہ لکھا بھی جس طرح مصحفی کے تذکرے ہمارے اولین مأخذ میں قابل قدر ہیں اور تذکرہ نگاری کا نہایت ستھرا معیار پیش کرتے ہیں، اسی طرح انشآء کی دریائے لطافت اردو زبان کے قواعد و اصول و سانیات پر اہم کتاب سمجھی جاتی ہے۔ یہ بھی گویا قلیل کی باواسطہ خدمت ہے۔

خود قلیل کی تصانیف میں ضخیم دیوان فارسی کے علاوہ ہزار فصاحت، چار شربت اور رقعات قلیل انشآء فارسی کا عمدہ کتاب ہیں۔ اور ان میں تاریخ ادب کے بارے میں بہت قیمتی مواد ملتا ہے لیکن قلیل کی اور کتاب بھی ہے جو اگرچہ مطبع ذول کثر سے شائع ہو چکی ہے لیکن اس کا تذکرہ بھی کم کیا جاتا ہے اور اس کی اہمیت سے بھی کم ہی لوگ واقف ہیں۔ یہ کتاب "ہفت تماشائی" ہے جس میں قلیل نے ہندوستانی مذاہب کے بارے میں معلومات فراہم کی ہیں۔ اس کے علاوہ اٹھارہویں اور انیسویں صدی عیسوی کی معاشرت پر بھی اس کتاب میں بہت قابل قدر

- مواد ملتا ہے۔ اسے قسملے نے سات ابواب میں تقسیم کیا ہے۔
- پہلا باب : سمارتکیوں کا مذہب اور اس کے بارے میں تحقیقات۔
- دوسرا باب : انسان کی آفرینش کے بیان میں۔
- تیسرا باب : ہندو فرقوں کے اعتقادات کے بیان میں۔
- چوتھا باب : ہندوؤں کے متبرک دنوں اور تہواروں کے بیان میں۔
- پانچواں باب : ہندوؤں کے رسوم و رواج کے بیان میں۔
- چھٹا باب : ہندوستانی مسلمانوں کی معاشرت اور رسوم و رواج۔
- ساتواں باب : بعض عجائب و غرائب کا بیان۔

اس کتاب کی تصنیف ۱۸۱۱ء میں ہوئی۔ اس لئے اس میں زیادہ تر مواد اٹھارھویں صدی عیسوی کی معاشرے پر ملتا ہے۔ اچھ چونکہ اس موضوع پر کام کرنے والوں کے لئے یہ کتاب ایک تہایت اہم ماخذ ہے اور اس میں بعض ایسی باتیں درج ہیں جو ہمیں اس عہد کی اور کسی تصنیف میں نہیں ملتیں۔ علاوہ ازیں اس کا مصنف بڑا فاضل و گوردار سپور کے کھتری خاندان سے تعلق رکھتا ہے جس نے آغاز جوانی میں مذہب اسلام قبول کیا تھا۔ ہندو عقائد اور رسوم و رواج کے بارے میں اس نے جو کچھ لکھا ہے وہ پایہ استناد سے سائنس نہیں۔ ان وجوہ سے یہ ضروری معلوم ہوا کہ اس کتاب کو ایک مفصل مقدمہ اور حواشی کے ساتھ اہل نظر کے سامنے پیش کیا جائے۔ یہاں اس کتاب کا دیباچہ چھوڑ کر پہلے باب کا ترجمہ دیا جاتا ہے۔ کتاب کے بارے میں تفصیلی مقدمہ اور مصنف کے حالات کتابی صورت میں اشاعت کے وقت پیش کئے جائیں گے۔

{ ڈاکٹر محمد عمر - جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی }

ہفت تماشائی

پہلا باب : واضح رہے کہ ہندو تاریخ کی کتاب کو چُران کہتے ہیں۔ اور چُران قدیم میں جو کہ پرانوں میں سمارتکیوں کا مذہب سب سے پہلا تھا لکھا ہو کہ مخلوق کے وجود میں آنے سے پہلے پانی کے سوا کچھ بھی نہ تھا، وہ ذات جو تمام قبوض سے آزاد اور بے شبہ و بی نمون ہے انسان کی صورت اختیار کر کے شیش ناگ کی پشت پر خواب

وحدت میں مصروف تھی شیش، ایک سانپ کا نام ہے، جسے ”گاؤ زمین“ کا حامل بتایا جاتا ہے، ہندی زبان میں ناگ، سانپ کو کہتے ہیں اور شیش اس سانپ کا عالم ہے۔ وہ سانپ قدیم الایام سے پانی میں رہتا تھا، اور اب بھی اسی کے اوپر ہے۔ گویا ذاتِ مجرر (خداوندی) شیش کی صورت میں مذکورہ سانپ کی پشت پر سوئی ہوئی تھی کہ دفعۃً اس شخص کی نالت سے نیلو فر کا ایک پھول نکلا۔ اور اس پھول سے ایک آدمی برآمد ہوا، جس کے ایک سے زیادہ سر، ہاتھ اور بازو تھے۔ اس انسان کو جو نیلو فر کے پھول سے برآمد ہوا تھا، برہما کہا جاتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ اجسامِ فلکی سے موالید ثلاثہ تک تمام موجودات کا خالق برہما ہی، اور اس فرقہ کے بعض علماء آسمانوں کے وجود کے قائل نہیں ہیں اور بعضوں کے نزدیک عقلِ اول، نفسِ فلکی اور لوحِ محفوظ سے بھی برہما ہی مراد ہے۔ برہما کی عمر کی مدت چند سال قرار دیتے ہیں۔ ہر سال تین سو ساٹھ دن کا ہوتا ہے اور ایک دن کی کینیت یہ ہے کہ زمانے کو چار لگیں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

اول سنجگ۔ اس کی مدت سترہ لاکھ اور اٹھائیس ہزار سال ہے اور جو لیگ اس دور میں پیدا ہوں ان کی عمر ایک لاکھ سال ہوتی ہے اور اس دور کے آدمیوں کو صداقت اور باہمی محبت کی وجہ سے بادشاہ کی ضرورت پیش نہیں ہوگی۔ اور ہر ایک شخص اپنے طور پر زندگی بسر کرے گا۔ اس دور کے خاتمہ پر، ترتیا ترتیا نام کا دوسرا زمانہ شروع ہوگا۔

(ترتیا) اس دور کے تمام آدمیوں کی عمر دس ہزار سال ہوگی، اور خود یہ زمانہ بارہ لاکھ چھیانوے ہزار سال کا ہوگا جو زمانہ اول کی مدت کا تین ٹلٹ (۳) ہوتا ہے۔ اس کے بعد

دو اپر۔ نام کا زمانہ وجود میں آئے گا۔ اس دور کی مدت آٹھ لاکھ چونتیس ہزار سال ہوتی ہے، جو زمانہ ثانی کی مدت کا دو ٹلٹ (۲) اور زمانہ اول کی مدت کا نصف ہے۔ اور اس زمانے میں پیدا ہونے والوں کی عمر ہزار سال بتائی جاتی ہے۔ اور جب دو اپر کا زمانہ ختم ہوگا تو کلجگ شروع ہوگا۔

د کلجگ۔ بعضے اسے کر جگ کہتے ہیں [کلجگ اور کر جگ دونوں صحیح ہیں کیونکہ ہندی میں بے، اکثر لام سے بدل جاتی ہے لیکر کلجگ باشندگان شاہ جہان آباد کی بولی ہے اور کر جگ

قدیم ہندوؤں اور دھقانوں کی زبان ہے۔ اگرچہ باعتبار صحت کرجگ سے مغلوب ہے۔
 مختصر یہ کہ اس دور کی مدت چار لاکھ ستیس ہزار سال بتاتے ہیں۔ جو دورِ اول کی مدت کا ایک
 چوتھائی (¼) زمانہ ثانی کا ایک تہائی (⅓) اور زمانہ سوم کی مدت کے نصف (½) کے برابر ہوتی
 ہے۔ اور اس دور میں پیدا ہونے والے لوگوں کی عمر سو سال یا اس سے کچھ کم یا زیادہ شمار کرتے ہیں
 موجودہ زمانہ کلجگ کا دور ہے۔ پس اس حساب سے ان چاروں زمانوں کی مجموعی مدت عمرِ تینالیس
 لاکھ میں ہزار سال ہوتی ہے۔ جب یہ چاروں زمانے ختم ہونگے تو کہتے ہیں کہ ایک چوکڑی ختم ہوئی
 کیونکہ یہ چار چیزوں کے مجموعے کو چوکڑی کہتے ہیں۔ جب اس مدت کے حساب سے ستر چوکڑیاں ختم
 ہوں گی تو ان کی مجموعی مدت برہما کی عمر کے ایک دن کے برابر ہوگی۔ اسی حساب سے برہما کی عمر کے سو برسوں
 کا زمانہ متعین کیا جاسکتا ہے اور کتابوں میں یہ بھی لکھا ہے اور سب لوگ اس پر متفق ہیں کہ جب تک زمانہ میں
 ایک برہما موجود رہتا ہے، دوسرا برہما وجود میں نہیں آتا۔ جس وقت وہ برہما مرجاتا ہے تو اس کی جگہ
 دوسرا کھڑا ہو جاتا ہے۔ اس کے مرنے کو پرلو کہتے ہیں اور جب کوئی چیز باقی نہ رہے تو اس کو ہمار پرلو کہتے
 ہیں۔ پرلو کے معنی قیامت کے ہیں اور ہمار کے معنی بزرگ۔ لہذا ہمار پرلو قیامت کبریٰ کے مترادف ہوا۔ ان
 کے خیال کے مطابق یکے بعد دیگرے اتنی تعداد میں برہما وجود میں آئے ہیں کہ ان کا شمار ممکن نہیں۔ لیکن گفت
 و شنید کے لئے قیاساً یہ کہا جاتا ہے کہ اب تک ایک ہزار برہما وجود میں آکر معدوم ہو چکے ہیں اور اب
 ایک ہزار اکیس برہما کا زمانہ ہے جس کی کچھ پچاس سال اور آدھا دن گزر چکا ہے اور مذکورہ فرقہ کے
 محققین کا قول ہے کہ مسادیوی نامی ایک عورت ہے جس کے بطن سے برہما کی ولادت ہوتی اور اس
 عورت کے دو فرزند اور تھے جن میں سے ایک کا نام نشن اور دوسرے کا ہما دیو بھتا۔

کہا جاتا ہے کہ جو کچھ برہما نے پیدا کیا، اور پیدا کر رہا ہے یا آئندہ پیدا کرے گا، اس کے فنا اور
 زوال کا محافظ نشن ہے۔ اور ہما دیو جس کے معنی بزرگ ولی کے ہیں، ہندوؤں میں یہ بات مشہور ہے
 کہ وہ کامل فقیروں اور بے شل عابدوں میں سے تھا اور ہمیشہ ایک بیل پر سوار ہوتا تھا جس کا نام ناویا ہے۔
 حالت خواب میں اس کی ایک آنکھ چالیس چالیس سال تک بند رہتی ہے۔ قدرتِ الہی سے وہ تمام موجودات

کو فنا کرنے کے لئے وجود میں آیا ہے اور اُس کی بیوی کا نام پاربتی ہے۔ قوت شہوانی کے براہِ لگختہ ہونے کی حالت میں وہ پاربتی کے سامنے رقص کرتا اور بین بجاتا تھا۔ بین، ہندوستان کا ایک قدیم ساز ہے اور یہ ساز اس طرح بنایا جاتا ہے کہ سوکھے دو گول کدوؤں میں دو طرف سے سوراخ کر کے ان میں ایک لکڑی جوڑ دی جاتی ہے اور (اُس) لکڑی کے اس سرے سے اُس پرے تک لوہے کے تار باندھ کر بجاتے ہیں۔ مشہور ہے کہ یہ ساز ہمدیو نے ایجاد کیا تھا اور اُس سے اچھا آج تک کسی نے نہیں بجایا۔ علاوہ ازیں ہمدیو کو علم موسیقی اور رقص کا پیشوا بھی مانا جاتا ہے۔ بعض بے علم اسے آدم صغی اللہ مانتے ہیں۔ اور بعض ملائے مکت دار ہندو بچوں کو تعلیم دینے میں وقت صرف کرتے ہیں یا بے علم مسلمان بھی اس عقیدے کی تائید کرتے ہیں۔

مختصر یہ ہے کہ جب بچے بعد دیگرے سو برس ہمارے جانیں گے تو اس کی عمر میں سے ایک دن کم ہوگا اور جب ہزار تیش مرے گے تو ہمدیو کی عمر کا ایک دن گزرے گا۔ اور اسی حساب سے تیش کی عمر سو سال مانی گئی ہے اور ہمدیو کی عمر بھی اتنی ہی ہے۔ یہ اہل تقلید کا مذہب ہے جنہیں سمارتک کہتے ہیں۔

سمارتک کے معنی مشرع ہونے، یعنی جو ہندوؤں کے اہل شریعت کی طرح عبادت کرتا ہے اور حلال سے رغبت اور حرام سے کنارہ کشی اختیار کرتا ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہماری چار کتابوں کے علاوہ جو چار بید کے نام سے موسوم ہیں، کوئی دوسری کتاب الہامی اور آسمانی نہیں ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ بندہ اور خالق کے کلام میں فرق ہونا ضروری ہے پس لامحالہ خدا کا کلام مخلوق کی زبان سے الگ کسی زبان میں ہوگا۔ جیسے ہمارے ویدوں کی زبان ہے جو بظاہر کسی شہر یا گاؤں کے لوگوں کی زبان نہیں ہے۔ اس کے برخلاف قرآن کے الفاظ اہل عرب کی زبان پر جاری ہیں۔

ایک دن راقم الحروف ایک مجلس میں موجود تھا۔ ایک ہندو لڑکا کوئی کتاب لایا۔ میں نے پوچھا کہ کون سی کتاب ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ شاہ جہاں بادشاہ کے عہد میں ان کے بڑے لڑکے داراشکوہ کی فرمائش سے کسی شخص نے اہل ہند کی کتب مذہبی میں سے ایک کتاب کا ترجمہ کیا تھا۔ یہ نسخہ وہی ہے جس نے کہا کہ کیا دو تین دن کے لئے اپنے پاس رکھنے کو تم مجھے یہ کتاب دے سکتے ہو یا نہیں۔ اس نے کہا بے جایے فقیر نے گھر لاکر یہ کتاب شروع سے آخر تک پڑھی۔ جب مذکورہ بالا مقام کا مطالعہ کور ہا تھا میرے گھر میں

آگ لگ گئی۔ میں نے ایک کاغذ کے ٹکڑے پر یہ عبارت لکھ کر اس کتاب میں رکھ دی۔ اور کتاب مالک کو واپس کر دی۔ کہ شاہ جہاں آباد کے شوخ لڑکے ہمیشہ نئی زبانیں ایجاد کر کے آپس میں بات چیت کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ چھوٹوں نے ان بچوں سے یہ زبان سیکھی ہو، کوئی دوسرا شخص اس سے آگاہ نہیں ہو سکتا۔ کبھی کبھی کسی زبان کا عدم اشتہار دوسری زبانوں پر اس کی فوقیت کا باعث ہو سکتا ہے۔ تو شاہ جہاں آباد کے لڑکوں کی یہ اختراعی زبان فارسی اور عربی سے جو کہ مروجہ اور مشہور ہیں، بہتر اور اشرف ہوئی۔ مگر ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ ان زبانوں کو لڑکے ایجاد کرتے ہیں اور دوسرے لوگ جلدی سیکھ جاتے ہیں۔ مگر عربی اور فارسی بغیر طالع کی یادری کے حاصل نہیں ہوتی۔ پس جس زبان کا جلدی سیکھ لینا بچوں کے لئے ممکن ہے، اسے اس زبان پر کیسے فضیلت ہو سکتی ہے۔ جو بڑی عرق ریزی سے حاصل ہوتی ہے۔ وہ بھی تائید آسمانی ہو تو، ورنہ نہیں! اس صورت میں دوسری زبانوں پر سنسکرت کی ترجیح بلا مرجح ہوئی۔ کیا عجب ہے کہ چند خسران مال لوگوں نے آپس میں متفق ہو کر ایک زبان اختراع کر لی ہو اور احمقوں کو گمراہ کرنے کے لئے آپس میں چند کتابیں لکھ ڈالی ہوں۔ قرآن کی فضیلت دوسری کتابوں پر ظاہر ہے۔ یہی دلیل کافی ہے کہ زمانہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عربی نثر و نظم کی کوئی تصنیف، فصاحت و بلاغت میں قرآن کو نہیں پہنچتی۔ ثابت ہو گیا کہ مذکورہ کتاب انسانی کلام نہیں ہے۔ سنسکرت ایک قدیم زبان ہے جس میں ہندوؤں کے بتائے ہوئے ہیں۔

بہید۔ ہندوؤں کی کتاب ہے جس پر سب لوگ اعتقاد رکھتے ہیں اور ان کے عالم کو اس فرقہ کا پیشوا سمجھا جاتا ہے۔ مختصر یہ کہ سمارتوں کا فرقہ مذہب اسلام کے سنیوں اور اشاعتیوں کے مانند ہے۔ اور بقیہ فرقے اسلام کے دوسرے فرقوں کے مشابہ ہیں۔ لیکن اس فرقے کے آزاد خیال لوگ جنھیں عقل و حکمت سے بھی کچھ بہرہ ہے، ان میں دو طرح کے عقائد ہیں۔ ایک تو یہی عوام والا، جس کا ذکر کیا گیا ہے اور دوسرا عقیدہ خواص کا ہے، وہ اس طرح ہے کہ ان کے اعتقاد کے مطابق تحقیق و تدقیق کے بعد باری تعالیٰ کی ذات اور صفات میں کوئی شے شریک و ہم نہیں اور نہ کبھی تھی۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ ذات باری، انسان کی عقل اور اہام کے احاطہ سے ماہر ہے۔ اس کا وجود جمیع اشیاء پر مقدم ہے

اور کسی شے کا اس کی ذات پر اطلاق جائز نہیں۔ منسادیوسی اس کی قدرت کا ملہ مراد ہے۔ اور عام لوگوں کو سمجھانے کے لئے اسے یہ نام دیا گیا ہے اور منسادیوسی کے تین لڑکوں [برہما، لیشن اور ہادیو] سے وہ تین قوتیں مراد ہیں جو اس قدرت کا ملہ میں جمع ہیں۔ پہلی قوت چیزوں کو ایجاد کرنے کی ہے جسے برہما سے تعبیر کرتے ہیں۔ دوسری قوت اشیائے موجودہ کی حفاظت، جسے لیشن سے منسوب کیا جاتا ہے اور تیسری قوت ہر شے کو فنا کرنے کی ہے جس کے لئے ہادیو شہرت رکھتا ہے۔

مختصر یہ کہ سمارتکوں کا عقیدہ ہو کہ لیشن مختلف شکلوں اور صورتوں میں ظاہر ہوتا ہے اور ہر صورت کو ہندی زبان میں اوتار کہتے ہیں اور عربی زبان میں اوتار کے معنی منظر کے ہیں چونکہ ہندوؤں کا مذہب تصوف کے تابع ہے اس لئے ہر صورت کو خدا کا منظر بلکہ خدا سمجھتے ہیں۔ ازاں جملہ متذکرہ صورتوں میں پہلی صورت ماہی کی ہے جس کو مچھ اوتار کہتے ہیں۔ یعنی منظر حق ماہی کی شکل میں کیونکہ قدیم ہندی زبان میں مچھ کے معنی ماہی کے ہیں۔ اور اوتار کے معنی ظاہر ہیں۔ اور اس شکل میں ظاہر ہونے سے لیشن کی غرض یہ تھی کہ تمام آبی جانوروں کی حفاظت کی جائے۔ دوسرا مچھ اوتار یعنی خدا کا منظر کچھوے کی شکل میں۔ ہندی میں کچھوے کے لئے کچھ آتا ہے۔ اس صورت میں ظہور پذیر ہونے کی غرض و غایت وہی تھی جو ماہی کی شکل میں ہونے کی تھی۔ سوم، سور [خوک] کی شکل میں ظہور جسے بیراہ اوتار کہتے ہیں۔ ہندی زبان میں بیراہ، سور کو کہتے ہیں۔ چہارم، زرنکھ اوتار، زرنکھ کے معنی شیر ز کے ہیں۔ اس صورت میں ظاہر ہونے کی غرض و غایت جنگل کے جانوروں کی نگہبانی ہے۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ جناب اقدس الہی کا ان صورتوں میں ظہور بھی ایک عجیب عقیدہ ہے [اللّٰهُ أَحْفَظُنَا مِنْ كُلِّ بَلَاءٍ الدُّنْيَا] شاید صوفیہ صانیہ کے نزدیک اس طرح کے اقوال صداقت سے قریب ہوں۔ میں نے ایک کتاب میں دیکھا کہ ایک متکلم کسی صوفی سے ملا۔ آپس میں مباحثہ ہونے لگا۔ متکلم نے کہا کہ جب تم باری تعالیٰ کے موجودات میں حلول کرنے کے قائل ہو تو کہتے اور سور کے بارے میں تمہارا کیا عقیدہ ہے؟ اُس نے کہا۔ دونوں ذات باری

کے محل (ظہور) ہیں۔ متکلم بگڑ کر کہنے لگا دے اس خدا پر جو کہنے اور سور کی جون میں آجائے
صوفی نے جواب دیا کہ دے اس خدا پر جو سور اور کہنے کی جون میں نہ آسکے۔ اور ایک صوفی
کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ کوئی مسلمان اس کے پاس غلاطت لے کر آیا اور کہا ”میں تمہارے
لئے کھانا لایا ہوں۔ اس دلی کامل نے سور کی شکل اختیار کی اور اس غلاطت کو نوش کر لیا
اس فرقے کے پیرو اسے مقرب خدا اور اس کی اس حرکت کو خوارق میں سے سمجھتے ہیں۔

پنجم۔ واسن اوتار، واسن کے معنی ایک کوتاہ قد آدمی کے ہیں۔ کہ شاہ جہاں آباد کی
ہندی زبان میں اسے بونا کہتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ لٹین ایک برہمن کے گھر میں جو ہندوؤں میں شریف ترین ذات ہے، پیدا
ہوا تھا۔ اس ظہور کی غرض نوع انسانی کی حفاظت اور پدایت تھی۔ کیونکہ اس فرقے کے بعض
علمائے اکابر کا مقولہ ہے کہ جب تک عابد و معبود کے درمیان ایسی متوسط صورت اُن اوصاف سے
ظاہر نہ ہو کہ ظاہر میں وہ انسانی صورت میں ہو مگر اصل میں اس کے افعال، افعال الہی اور
خدا کی قوت و قدرت کاملہ اس میں نمایاں ہو، اس وقت تک ہندو کا خدا کی حقیقت کو پہنچنا
ممکن نہیں۔ لہذا افراد بشری کی تکمیل کے لئے اوتار وجود میں آئے۔ یہ سبب نہ تھا کہ بعض لوگ
مرتبہ عقلی میں ترقی کر کے اوتار بن گئے ہوں۔

ششم۔ پرسرام اوتار۔ (پرسرام) بھی برہمن کا لڑکا تھا۔ اور اپنے زمانے میں اُس
نے سب کھتریوں کو اس وجہ سے قتل کر دیا تھا کہ اس فرقے کے ایک شخص نے اُس کے باپ کو
قتل کیا تھا۔ کھتری، ہندوؤں کا ایک فرقہ ہے جس کی تفصیل اس کے بعد لکھی جائے گی بعض
محققین کے قول کے مطابق اس زمانے میں اصل النسل کھتری روئے زمین پر باقی نہیں رہے
ہیں۔ اور جس قدر بھی ہیں وہ لوگ برہمن کے نطفے سے ہیں۔ کیونکہ اس جماعت کے مردوں کے
قتل کے بعد اُن کی کچی ہوئی عورتوں کو پرسرام نے اپنے بھائیوں کے حوالے کر دیا تھا اور اُن
کے بطن سے جو اولاد وجود میں آئی وہ برہمن کے بجائے کھتری کے لقب سے ملقب ہوئی۔

لیکن نطفہ کے اعتبار سے یہ لوگ قدیم کھتریوں سے شریف تر ہیں۔ اور ہندوؤں میں یہ قاعدہ ہے کہ آدمی کی شرافت کا تعلق ماں کے بطن سے ہے باپ کے نطفے سے نہیں۔ ظاہر ہے کہ ایک مسلمان عورت کے بطن سے متولد ہندو لڑکا مسلمان ہے نہ کہ ہندو۔ ایک شریف ہندو کے نطفے سے ایک رذیل عورت کے بطن سے متولد لڑکا لازمی طور پر رذیل ہی نہ کہ شریف۔

تصحیح ضروری

افسوس ہو کہ گذشتہ جہینہ کے برہان میں "اقبال اور قرآن" کے عنوان سے جو مقالہ شائع ہوا ہے اس میں غلطی سے مقالہ نگار کا نام بجائے ڈاکٹر اکبر حسین کے اقبال حسین لکھا گیا۔ ناظرین تصحیح کر لیں۔ منیر

ہفت نمبر

پہلا شمارہ ۱۲ مارچ ۱۹۶۲ء کو شائع ہو گیا ہے

یہ نمبر ایک اخبار نہیں۔ ایک نئی جدوجہد کا سنگ بنیاد ہے۔ ہندوستان کے اندر مسلمانوں کی تعداد پانچ کروڑ ہے۔ لیکن اتنی بڑی تعداد کے باوجود ملک میں نام نہاد جمہوری دستور کے باوجود آزادی کے پہلے دن سے آج تک ایسے حالات میں چل رہے ہیں کہ اپنے متعلق دوسرے درجے کے شہری ہونے کا احساس ہونے لگا ہے

شدائے ملت

اس احساس کے خلاف ایک غیر متوازن پیکار۔ اور اس جدوجہد اور عزائم کا سنگ بنیاد ہے جس پر گھمزن ہو کر حالات کا رخ بدلا جاسکتا ہے۔ ہندوستان کے مسلمانوں کو حالات کے صحیح جائزے کی ضرورت ہے۔ سائل کی بے لاگ شرح کی ضرورت ہے۔ حقیقت پسندانہ دہن فکر کی ضرورت ہے۔ اور اعتماد سے بھرپور جرات اور ولولہ عمل کی ضرورت ہے۔

(شدائے ملت)

یہی سب اہم حیات بنیادیں ہیں کہ ان کا چاہنا ہے

(الشیخ محمد)

مولانا مسعود ابوالحسن علی ندوی مولانا محمد منظور نعمانی

(الشیخ محمد)